بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ:

بات کی جوابدہی اور جوابدہی کی بات

جی ہاں! بات کی جوابدہی برحق ہے اس لئے وہی بات کہی جائے جس کی جوابدہی کے لئے انسان کسی مشکل یا آفت سے دوچار نہ ہو! بات کہنے والے کو چونکہ اپنی ہر بات کے لئے جوابدہ ہونا پڑتا ہے اس لئے کہنے والا وہی بات کہے جس کی ذمہ داری نبھا سکے اور وقت آنے پر اس کے پاس اپنے کہے کا جواب ہو! ادیب اور قلمکار کے لئے تو یہ بے حد ضروری ہے، چنانچہ اسلامی ادب کا علمبردار ادیب نہ صرف یہ کہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا اور پورے شعور واحساس کے ساتھ اپنی بات کہتا اور لکھتا ہے بلکہ وہ کہنے اور لکھنے سے پہلے اپنی بات کو تولتا بھی ہے اور پھر بولتا ہے!!

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہر کہی یا لکھی ہوئی بات ایک معنی اور ایک پیغام رکھتی ہے اور ادیب یا شاعر محض اپنے لئے نہیں کہتا یا لکھتا بلکہ اس کا کہا یا لکھا ہوا سننے پڑھنے والوں پر کچھ نہ کچھ اثر ڈالتا ہے، اس لئے لازم ہے کہ بات زبان سے ادا ہو یا نوک قلم سے، کہنے یا لکھنے والے کو یہ سوچنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے سامع یا قاری کو کیا دے رہا ہے اور جو کچھ دے رہا ہے اس کا اس پر اثر یا اس کا نتیجہ کیا ہوگا، اس کو ہم ذمہ دارانہ رویہ یا بات کی جوابدہی اور جوابدہی کی بات سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں! سو جس طرح ادیب یا شاعر اپنے معاشرے کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے اسی طرح وہ اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے بھی جوابدہ ٹھہرایا گیا ہے! مسلم ادیب یا شاعر اپنی زبان یا قلم کی اندھی سواری پر سوار نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہیئے!! اسے یہ یقین ہوتا ہے، اور ہونا بھی چاہیئے، کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو کسی کے سامنے جوابدہ نہیں مگر تمام انسان تو ہر حال میں جوابدہ ہیں!!

تو مسلمان ادیب یا شاعر کا منصب یہ ہوا کہ وہ نہ صرف اپنی بات کی جوابدہی کے تصور سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ اپنے قلم کی نوک سے اس تصور کی آبیاری بھی کرتا ہے! وہ اپنے سامع اور قاری کے ذہن کی تعمیر تو کرتا ہے مگر ایک واعظ یا نصیحت دینے والے کے بہروپ میں نہیں بلکہ ایک ایسے قلمکار کی حیثیت سے جو اپنے عمل میں مخلص اور اپنے مخاطب کا ایسا خیر خواہ ہوتا ہے جو دوران گفتگو یا ادبی تجربہ کے ضمن میں اپنے خیر خواہانہ موقف کا اظہار بھی نہیں ہونے دیتا! یہیں سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ اسلامی ادب وہی ہے جو با مقصد، مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، اس لئے کوئی مسلمان ادیب یا شاعر یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی ادب بے مقصد، غیر مفید اور بے معنی بلکہ مضرت رساں اور نا معقول بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ کوئی مسلمان ادیب فن برائے فن اور ادب برائے ادب یا نامعقول اور اا ابالیا نہ ادب کا قائل نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس کا تو منصب زندگی ہی با مقصد اور مفید ادب کی تخلیق ہے، بے مقصد ادب یا نامعقول ادب اور آوارہ مزاج ادب نام کی کوئی چیز اسلامی ادب کا حصہ نہیں بن سکتی! وہ اپنے معاشرے کو بگاڑنے یا ضرر پہنچانے والا ادب کبھی تخلیق نہیں کرے گا، غالبا یہی وجہ تھی کہ اسلامی ادب کے اولین و عظیم علمبردار ڈاکٹر نجیب گیلانی نے معاشرے کی تعمیر میں ادب کے کردار کی بات کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''مسلمان ادیب جوابدہی کا قائل ہوتا ہے اور زندگی میں فرض منصبی کے تصور سے اس کی جوابدہی کا تعین ہوتا ہے، مسلم ادیب کی یہ جوابدہی اسلام کی اخلاقی اقدار، شرک وتوہم سے پاک عقیدے اور حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہوتی ہے''

اور یہی وہ پختہ صراط مستقیم ہے جس کے لئے وہ کتاب زندہ رہنمائی کرتی ہے

''جو پختہ راہ ھدایت پر ڈالتی ہے''

اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

''جس بات کا صحیح علم نہ ہو اس کے درپے مت ہوا کرو، بلا شبہ کان، آنکھ اور دل سب کے سب اس کے بارے میں جوابدہ ہوتے ہیں!''

انسان اللہ تعالیٰ کا کرشمۂ تخلیق ہے، اس لئے وہ نہ تو اپنی مرضی سے اس دنیا میں آتا ہے

اور نہ وہ اس دنیا کو اپنی خوشی سے چھوڑ سکتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے غالب اور اٹل ارادے سے اس دنیا میں لایا جاتا ہے اور آخرت کے جہان میں بھی وہ اسی خالق و مالک کے غالب اور اٹل ارادے سے ہی جا سکتا ہے، اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے کتاب زندہ میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص مقصد و منزل کے لئے پیدا فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اس نے اس دنیا میں اول تا آخر اپنے قول وفعل میں اللہ تعالی کا فرمان بردا بندہ بن کر رہنا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے'' میں نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے فرمان بردار بندے بن کر زندگی گزاریں!!''

سو جب انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کا ہر شے میں ارادہ کارفرما ہے، اگر انسان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ وہ اس دنیا میں اس کا طاعت گذار بندہ بن کر رہے اور اس کے اوامر و نواہی کے تابع رہے تو پھر اس انسان کو یہ اختیار کس نے دے دیا کہ وہ اس کی مخلوق کے لئے ایسے کام کرے جو اسے عملی زندگی میں نفع نہیں دے سکتے! یا بے معنی اقوال وانعال کا مرتکب ہو جو انسانی معاشرے کو ضرر پہنچائیں!؟ اور وہ بات کی جوابدہی اور جواب دہی کی بات سے آگاہ بھی نہ ہو؟! قرآن کریم نے بے معنی باتیں کرنے والوں اور بیکار کام کرنے والوں کی گوشمالی کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کر دیا ہے کہ تم نے لوٹ کر ہمارے پاس آنا ہی نہیں ہے؟!''

اس لئے مسلم ادیب وشاعر وہی ہے جو نہ تو بیکار لفظ نوک زبان وقلم پر لاتا ہے اور نہ اس کی گفتار یا نگارش بیکار ہوتی ہے کیونکہ وہ بات کی جواب دہی سے بھی آگاہ ہے اور جواب دہی کی بات کا بھی قائل ہوتا ہے! چنانچہ وہ با مقصد، مفید اور تعمیری ادب ہی تخلیق کرتا ہے، وہی ادب جو خالق، مخلوق اور کائنات کے متعلق اسلامی تصور کا آئینہ دار ہوتا ہے، وہی تصور زندگی جو تمام انبیاء کرام- آدم ونوح سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوتا رہا، اسی کے متعلق کتاب زندہ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین عطا کیا ہے جس کی نوحؑ کو تلقین فرمائی اور یہی آپؐ

کو بذریعہ وحی عطا کیا۔ ابراھیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی اس کی تلقین کی کہ دین
کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ مت ڈالو''

تو یہ ہے مسلم ادیب کی ذمہ داری! عالمی رابطہ ادب اسلامی اسی ادب کی دعوت دیتا ہے کہ بلند پایہ تعمیری ادب تخلیق کیا جائے، جس کا مقصد انسانیت کی بھلائی، منفعت اور دنیا و آخرت کی سعادت ہو، اللہ تعالیٰ نیت کا پھل دیتا ہے اور اسی کی برکت سے نیک کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

(ظہور احمد اظہر)